# ۱۲ ربیع الاول اور..... ہم؟

تحریر: محمد رمضان باباز سلفی فیصل آباد۔

۱۲ ربیع الاول کو "عاشقان رسول ﷺ" "میلاد مصطفیٰ" جس عقیدت و محبت، جوش وجذبے اور تزک واحتشام سے مناتے ہیں اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے دل سید الانبیاء علیہ السلام کی محبت سے کس قدر لبریز ہیں۔ نبی علیہ السلام سے محبت رکھنا واقعی ایمان کا جزو ہے، جیسا کہ فرمان مصطفیٰ ﷺ بھی ہے کہ "والذی نفسی بیدہ لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ" (بخاری مترجم جلد اول ص ۸۹)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو" اور ایک روایت میں "والناس اجمعین، اور تمام لوگوں سے زیادہ" کے الفاظ ہیں۔ (ایضاً ص ۹۰)

صحیح بخاری میں ہی مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت (مزہ) پائے گا۔ (۱) اللہ اور رسول ﷺ کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو (۲) فقط اللہ کے لئے کسی سے دوستی رکھے (۳) دوبارہ کافر بننا اس کو اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا۔ (ایضاً ص ۹۰)

یہاں یہ بات ضرور یاد رکھیں کہ نبی علیہ السلام سے محبت وعقیدت کا فائدہ تب ہوگا جب آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے گی۔ کیونکہ نبی علیہ السلام سے محبت وعقیدت تو "ابوطالب" کو بھی از حد تھی لیکن اس کا انجام بھی آخر جہنم ہوا" لہذا ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کہیں ہم "محب مصطفیٰ" ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی نافرمانی تو نہیں کر رہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ ہمارے لئے ہرگز "سود مند" نہیں ہے۔ کیونکہ آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "کل امتی یدخلون الجنۃ الامن ابی قالوا یارسول اللہ ومن یابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن

عصانی فقدابی" میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے۔ سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسولؐ انکار کس نے کیا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے انکار کیا۔ (وہ جنت میں نہیں جائے گا) (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۶ ص ۶۲۹)

لہٰذا ۱۲ ربیع الاول کو جو "جشن عید میلاد النبیؐ" منایا جاتا ہے وہ سراسر نبی علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری سے اعراض و روگردانی ہے ایک مسلمان کے اس روز "جشن" کا اہتمام کرنا زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ تاریخ ولادت کے متعلق خود نبی علیہ السلام سے کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ البتہ پیر کے دن آپ کی ولادت باسعادت پر جہاں تمام مورخین اور سیرت نگار متفق ہیں وہیں صحیح مسلم شریف میں مرقوم ہے کہ..... نبی علیہ السلام سے پیر کے "روزے" کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "فیہ ولدت وفیہ انزل علی" یہ وہ دن ہے جس روز میں پیدا ہوا، اور اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔ (صحیح مسلم مترجم جلد ۳ صفحہ ۱۶۵)

کتب تاریخ و سیر میں آپؐ کی "تاریخ ولادت" میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن ماضی قریب کے دو عظیم سیرت نگاروں میں علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی عظیم شہرہ آفاق تصنیف "رحمۃ للعالمین" میں اور علامہ شبلی نعمانی رحمتہ اللہ علیہ نے "سیرۃ النبیؐ" میں ۹ ربیع الاول کو از روئے تحقیق جدید آپؐ کی ولادت کو صحیح ترین قرار دیا ہے۔ اور اگر بالفرض ۱۲ ربیع الاول کو آپؐ کی "ولادت باسعادت" تسلیم کرلیا جائے تو بارہ (۱۲) ہی آپکا یوم وفات ہے جو کہ بغیر کسی اختلاف کے سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ دنیاوی قاعدے کے اعتبار سے اگر کوئی شخص کسی تاریخ کو تولد ہو، اور پھر اتفاق سے اسی تاریخ کو فوت ہو جائے تو لوگ اس دن خوشی نہیں بلکہ افسوس کرتے ہیں جبکہ بارہ (۱۲) ربیع الاول کے متعلق آج تک پرانے بزرگوں سے یوم وفات کا لفظ ہی سنتے آئے ہیں اور پرانے بزرگ آج بھی بارہ ربیع الاول کو یوم وفات ہی کہتے ہیں۔ تو یوم وفات مصطفیٰؐ پر یہ خوشیاں ..... آخر، چہ معنی دارد؟

"عاشقان رسولؐ" جس روز آپؐ کا "جشن ولادت" مناتے ہیں اس روز رسول ہاشمیؐ کے سانحہ ارتحال سے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت رسولؐ کی حالت کیا تھی نظر قارئین کی جاتی ہے۔ یہ وضاحت ان "عاشقان" کیلئے دعوت فکر ہے جو تحقیق کی بجائے "تقلید" کے پیرو ہیں۔ زمانہ حال کے "عاشقان رسولؐ" کے برعکس اصحابؓ رسولؐ کو نبی علیہ السلام سے اس قدر محبت تھی کہ وہ لحہ بھر کی جدائی بھی گوارہ نہ کرتے تھے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کی بیماری کے ایام میں صحابہ کرامؓ بیٹھے رو رہے تھے ان سے اسکا سبب پوچھا گیا تو کہنے لگے ہم آپؐ کو یاد کرکے رو رہے ہیں۔ (بخاری مترجم جلد ۳ ص ۶۰۳)

مرض الموت میں ایک روز نبی علیہ السلام نے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا..... ایک بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی لیکن اس نے آخرت کو پسند کیا' حضرت ابوبکرؓ اس سے سمجھ گئے کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ لہٰذا وہ زاروقطار رونے لگے۔ (ایضاً ص ۵۲۸' مسلم اردو ترجمہ ۶ ص ۸۲)

اور پھر جب رسول ہاشمی ﷺ اس دنیا سے رحلت کرگئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع ملی تو وہ سنخ میں واقع اپنے مکان سے گھوڑے پر سوار ہوکر تشریف لائے لوگوں سے کوئی بات کئے بغیر حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور نبی علیہ السلام کے چہرہ اقدس سے چادر اٹھا کر اسے چوما اور روئے پھر کہا! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان' اللہ آپ ﷺ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ پر لکھ دی گئی تھی وہ آپ کو آچکی (صحیح بخاری مترجم جلد ۲ صفحہ ۳۴۰)

وفات مصطفیٰؐ کی خبر سن کر حضرت عمرؓ جیسے جری اور بہادر انسان بھی اس صدمہ کو برداشت نہ کرسکے اور حواس باختہ ہوکر کہنے لگے کہ کچھ منافقین سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات نہیں س ہوئی' بلکہ آپؐ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں جس طرح موسیٰ بن عمران علیہ السلام تشریف لے گئے تھے اور اپنی قوم سے چالیس رات غائب رہ کر ان کے پاس واپس آگئے تھے' حالانکہ واپسی سے پہلے کہا جا رہا تھا کہ وہ انتقال کرگئے ہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہ

ﷺ بھی ضرور پلٹ کر آئیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں گے، جو سمجھتے ہیں کہ آپؐ کی وفات ہوچکی ہے۔ (سیرت ابن ہشام اردو ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۰۴)

حضرت ابوبکرؓ نے اس موقع پر وفات مصطفیٰؐ پر حضرت عمرؓ کی بے یقینی اور اس صدمہ کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کی سراسیمگی کو دیکھتے ہوئے "وفات مصطفیٰؐ" کے اعلان کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو کہ بخاری شریف میں یوں مذکور ہے۔ کہ..... حمد وثناء کے بعد فرمایا "من کان منکم یعبد محمد افان محمد اقدمات ومن کان منکم یعبد الله فان الله حی لا یموت" تم میں جو حضرت محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا۔ (وہ سمجھ لے) وہ تو وفات پاگئے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اسے یقین رکھنا چاہئے، کہ اللہ زندہ ہے اسے ہرگز موت نہ آئے گی۔ اور پھر سورہ آل عمران کی یہ آیت تلاوت کرتے ہیں "وما محمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل "..... الخ (صحیح بخاری مترجم جلد ۴ ص ۳۴۱)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ بخدا جب میں نے ابوبکرؓ کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا تو میری ٹانگوں میں سکت نہ رہی۔ میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہوگئے اور مجھے یقین آگیا کہ نبی علیہ السلام وفات پاگئے ہیں۔ (ایضاً) اور جگر گوشہ رسولؐ خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کو اپنے پیارے بابا کی وفات کا اس قدر غم تھا کہ مرض موت میں جب نبی علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ میں اب اس بیماری میں انتقال کرجاؤں گا تو سیدہ فاطمہؓ اشکبار ہوگئیں۔ (بخاری جلد ۴ ص ۳۲۹)

پھر جب نبی علیہ السلام وفات پاگئے تو حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں "یا ابتاہ رباد عاہ" پیارے باپ نے دعوت حق کو قبول فرما لیا۔ "یاابتاہ الی جنة الفردوس ماواہ" والد گرامی نے جنت الفردوس میں نزول فرمایا۔ "یاابتاہ الی جبرئیل ننعاہ" والد گرامی کے انتقال کی خبر جبرئیل کو ہم دیتے ہیں۔ (ایضاء ص ۲۴۳)

اسی صدمہ پر سیدہؓ یوں فرماتی ہیں الٰہی! روح فاطمہؓ کو محمدؐ کے پاس پہنچادے، الٰہی

مجھے دیدار رسولؐ سے مسرور بنادے، الٰہی! مجھے اس مصیبت کے ثواب سے تو بے نصیب نہ رکھ، اور بروز محشر شفاعت محمد ﷺ سے محروم نہ فرما۔ (رحمتہ اللعالمین حصہ اول ۲۴۶)

پھر جب نبی علیہ السلام کو دفن کیا گیا تو سیدہ فاطمہؓ حضرت انسؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں۔ "یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب اے انسؓ تم نے رسول ﷺ پر مٹی ڈالنا کیسے گوارہ کیا۔ (صحیح بخاری مترجم جلد ۴ صفحہ ۳۴۴)

وفات مصطفےٰ ﷺ پر سیدہ فاطمہؓ بڑے پرسوز اور رقت انگیز اشعار کہتی ہیں جس کے دو مصرے یہ ہیں۔

صبت علی مصائب لوانہا صبت علی الایام صرن لیا لیا

ترجمہ= مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں اگر دنوں پر پڑتیں تو راتیں بن جاتیں۔ (رحمتہ اللعالمین حصہ دوئم صفحہ ۳۰۱)

ایک موقع پر یہ پردرد اشعار پڑھتی ہیں کہ۔

انا فقد ناک فقدالارض وابلہا وغاب مذغبت عناالوحی والکتب

فلیت قبلک کان الموت صادفنا لمانعیت وحالت دونک الکتب

ترجمہ= ہماری محرومی حضور ﷺ سے ایسی ہے۔ جیسے زمین سے طراوت کا جاتے رہنا، جب سے آپ غائب ہوئے ہیں وحی الٰہی کا انقطاع ہو گیا۔ کاش حضور کے انتقال سے پیشتر اور اس وقت سے پیشتر جب مٹی نے حضور ﷺ کو پوشیدہ کر دیا تھا ہمیں موت آجاتی اور ہم مر گئے ہوتے۔ (ایضاً ص ۱۰۸)

اور ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس ہائلہ پر کہتی ہیں کہ .....
دریغ! وہ نبی جس نے فقر کو غنا پر اور مسکینی کو تونگری پر اختیار فرمایا۔ حیف! وہ دین پرور! جو امت عاصی کے فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا جس نے ہمیشہ بڑی استقامت واستقلال سے نفس کے ساتھ محاربہ کیا۔ جس نے منہیات کو ذرہ بھر بھی نگاہ سے نہ دیکھا۔

جسے نے برو احسان کے دروازے ارباب "فقرو احتیاج" پر کبھی بند نہ کئے۔ جس کے ضمیر منیر کے دامن پر دشمنوں کی ایذا و اضرار کا ذرہ بھی غبار نہ بیٹھا۔ حیف وہ جس کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے۔ جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا۔ آہ ..... دنیا سے رخصت ہوا۔ (ایضاص ۲۴۶ حصہ اول)

نبی علیہ السلام کو غسل دیتے ہوئے حضرت علیؓ یہ کہہ رہے تھے..... میرے مادر پدر آپ پر قربان۔ آپ کی موت سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی موت سے نہ گئی تھی۔ یعنی نبوت اور غیب کی خبروں اور وحی آسمانی کا انقطاع ہوگیا آپ کی موت خاص صدمہ عظیم ہے کہ اب سب مصیبتوں سے دل سرد ہوگیا اور ایسا عام حادثہ ہے کہ سب لوگ اس میں یکساں ہیں اگر آپ ﷺ نے صبر کا حکم نہ دیا اور آہ وزاری سے منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم آنسوؤں کو آپ پر بہا دیتے پھر بھی یہ درد لاعلاج اور یہ زخم لازوال ہی ہوتا اور ہماری یہ حالت بھی اس مصیبت کے مقابلہ میں کم ہوتی اس مصیبت کا تو علاج ہی نہیں، اور یہ غم تو جانے والا نہیں، میرے والدین حضور پر نثار پروردگار کے ہاں ہمارا ذکر فرمانا اور ہم کو اپنے دل سے بھول نہ جانا۔ (ایضاً ص ۲۴۷)

صحیح مسلم میں مرقوم ہے کہ ..... وفات مصطفےٰ ﷺ کے بعد ایک روز حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سے کہنے لگے، ہم کو ام ایمنؓ کی طرف لے چلو تاکہ ان سے ملاقات کریں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ملاقات کرتے تھے۔ (صاحبین) جب ام ایمن کے پاس پہنچے تو وہ روپڑیں۔ ابوبکر و عمرؓ کہنے لگے کس چیز نے تجھ کو رلایا کیا تو نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ کے لئے بہتر ہے۔ ام ایمنؓ کہنے لگیں میں اس لئے نہیں روتی، بلکہ اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی منقطع ہوگئی۔ (یہ بات سن کر) یہ دونوں ساتھی بھی ام ایمن کے ساتھ روپڑے۔ (مشکوۃ باب وفات النبی ﷺ)

وفات مصطفےٰ ﷺ کے دن کا نقشہ بیان کرتے ہوئے خادم رسول ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ..... جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اس سے بہتر اور تابناک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن آپ ﷺ نے وفات پائی

اس سے زیادہ قبیح اور تاریک دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ (رواہ دارمی بحوالہ مشکوۃ باب وفات النبیؐ)

حضرت حسان بن ثابتؓ نے وفات مصطفےٰ ﷺ کے بعد جو مرثیہ کہا تھا اس کے دو اشعار یہ ہیں کہ

اطالت وقوفاتذرف العین جهدها
علی طلل القبر الذی فیه احمد

ترجمہ= آنکھ پوری طاقت سے بہہ رہی ہے اور میں اس قبر کے ڈھیر پر دیر سے کھڑا ہوں جس کے اندر احمد ہیں۔ (سیرت ابن ہشام اردو جلد ۲ ص ۸۲۰)

ان واقعات سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ جس روز آنحضرت ﷺ کا سانحہ ارتحال ہوا اس روز مدینہ رسول ﷺ میں کہرام بپا تھا۔ آپؐ کے جانثار و محب آپ ﷺ کے وصال و فراق سے افسردہ و غمزدہ اور اشکبار تھے وفات رسول ﷺ کے واقعہ دلفگار نے اہل مدینہ پر قیامت صغریٰ بپا کردی تھی۔

افسوس.....! کہ جس روز ایسا ہوا "زمانہ حال" کے "عاشقان رسولؐ" اس روز خوشیاں مناتے، جھنڈیاں لگاتے، ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑا ڈالتے، جعلی داڑھیاں لگا کر سنت رسولؐ کا استہزاء کرتے، رات کو منڈیروں پر موم بتیاں لگا کر چراغاں کرتے، بازاروں میں نام نہاد نمائشوں کا اہتمام کرتے، محفل میلاد کے نام پر، قوال بلا کر شرک سے لتھڑی غلیظ قوالیاں سنتے اور مناہی و منکرات کا ہر وہ کام کرتے جو ان سے ہو سکتا ہے۔ پچھلے برس بارہ ربیع الاول کی رات ہم یہ دیکھنے کے لئے گئے کہ اس رات "عاشقان رسولؐ" کون کون سے "نیک افعال" کرتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا ہوگئی کہ ..... عورتیں بن سنور کر زیب و آرائش کے گیت گاتے ہوئے نمائش دیکھنے جارہی تھیں اور ان کے پیچھے کچھ منچلے، کچھ دل جلے نوجوان بھی جاتے ہوئے پائے گئے، سرراہ اپنے نوجوانوں کا جن "اطوار" سے دوشیزاؤں کیلئے خلوص واضح طور پر مترشح تھا ہر ایک کے لبوں پر شوخ مسکراہٹ تھی، قہقہوں کا سنگم اور موسم کا دیوانہ پن عروج پہ تھا۔ بازار اور سڑکیں اس قدر پرہجوم تھیں

کہ کولہے سے کولہا چھل رہا تھا۔ ایسے میں ہر وہ کام ہو رہا تھا جس کی سب سے زیادہ خواہش شیطان کو ہوتی ہے گویا.....

خوب بجھتی ہے دلوں کی پیاس ایسے دور میں

عورتیں جس طرح بن سنور کر سربازار بے پردہ گھوم پھر کر "مسلمانوں" کی بے حمیتی کا مظہر پیش کر رہی تھیں اس طرح دیکھ کر بے اختیار زبان سے نکلا کہ .....

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

کس قدر المناک بات یہ ہے کہ اسلام نے جس عورت کو ذلت و رسوائی کی تاریکیوں سے نکال کر مقام رفعت پر فائز کیا آج وہ کسی "کمپنی" کا "مونوگرام" بنی نظر آتی ہے۔ جبکہ نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ " **المراۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفھا الشیطان** " (ترمذی) عورت تو چھپانے کی چیز ہے۔ جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا جھانکتا رہتا ہے۔

لیکن اس فرمان رسول ﷺ پر عمل تو اب خال خال گھرانوں میں ہی کیا جاتا ہے۔ عورتیں گھروں میں قرار پکڑنے کی بجائے سربازار "گشت" کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ، باک، شرم اور حیاء محسوس نہیں کرتیں بقول اکبر!

وہ شوکت وشان زندگانی نہ رہی غیرت کی حرم میں پاسبانی نہ رہی
پردہ اٹھا تو کھل گیا اے اکبر اسلام میں اب وہ لن ترانی نہ رہی

صحابہ کرامؓ کی غیرت و حمیت کا عالم یہ تھا کہ اگر اپنی بیوی کو گھر کی بیرونی چوکھٹ پر دیکھ لیتے چاہے وہ بیچاری سانپ وغیرہ کی وجہ سے باہر چوکھٹ پر کھڑی ہو تو "جوش غیرت" سے نیزہ تان لیتے، جبکہ اب ایسی "حمیت" ناپید ہو کر رہ گئی ہے۔ حامیان "بے حجاب" اپنی عورتوں کو بنا سنوار کر "شوپیس" کی طرح لوگوں کے سامنے لانے میں ذرا "عار" اور شرم محسوس نہیں کرتے۔ شاید ایسے ہی لوگوں کو دیکھ کر اکبر نے کہا تھا کہ۔

بے پردہ کل نظر جو آئیں چند بیبیاں اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا وہ پردہ کیا ہوا کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

آخر میں ہم "یاران تیزگام' عاشقان رسولؐ" سے فقط اتنا ہی عرض کریں گے کہ خدارہ حقیقت کو سمجھیں اور "جوش عقیدت" میں خود ساختہ بدعات سے اجتناب کریں۔ دین اسلام کے جو افعال قرآن وسنت سے ثابت ہیں وہی کریں اسی میں نجات ہے اسی بات پر اکتفاء کرتا ہوں کہ.....

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

**وما علینا الا البلاغ المبین**

## بقیہ اداریہ

آخرت کا خوف اور فکر اگر دامن گیر رہے تو انسان اس کے لئے تیاری بھی کرتا ہے۔ حلال اور جائز ذریعے اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے۔ قلیل چیزوں پر قناعت کرتا ہے دنیا میں مشقت برداشت کرلیتا جو آخرت کے عذاب کے بدلے بہت آسان ہے۔

اب بھی وقت ہے کہ سنبھل جائیں۔ اپنے سابقہ اعمال کی تلافی کریں۔ ناجائز ذرائع سے کمایا ہوا مال واپس کریں توبہ استغفار کریں اور آخرت کی مسئولیت کا خوف ذہن میں رکھ کر آئندہ عمل کریں۔ یقیناً یہ ایک ایسا نسخہ ہے جس کی وجہ سے کوئی شخص بھی ظلم و جبر اور زیادتی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔ آمین